فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا کسی نبی کے لیے سورج غروب ہونے سے رکا؟

جواب: جی ہاں، ایک نبی کی دعا پر سورج غروب ہونے سے رک گیا۔

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَقَالَ لِقَوْمِهٖ : لَا يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا، وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلَا أَحَدٌ بَنٰى بُيُوتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا، وَلَا أَحَدٌ اشْتَرٰى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا، فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِّنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ : إِنَّكِ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ اللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا، فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ، فَجَاءَ تْ يَعْنِي النَّارَ لِتَأْكُلَهَا، فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ : إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا، فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ، فَقَالَ : فِيكُمُ الْغُلُولُ، فَلْيُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهٖ، فَقَالَ : فِيكُمُ الْغُلُولُ، فَجَاؤُوا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ

بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ، فَوَضَعُوهَا، فَجَاءَ تِ النَّارُ، فَأَكَلَتْهَا، ثُمَّ أَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَأَى ضَعْفَنَا، وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا .

’’(پہلے) نبیوں میں سے ایک نبی نے غزوہ کیا اور اپنی اُمت سے کہا: وہ شخص ہمارے ساتھ نہ آئے، جس کا کسی عورت سے نکاح ہوا ہے اور وہ اس سے ازواج قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، نہ وہ شخص آئے، جو ازدواج قائم کر چکا ہے، نہ وہ جس نے گھر تعمیر کیا ہے اور ابھی گھر کی چھت بلند نہیں کی اور نہ وہ میرے ساتھ چلے، جس نے بکریاں یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہیں اور وہ ان کی پیدائش کا انتظار کرر ہا ہے۔تو اس نبی نے غزوہ کیا،بستی کے قریب پہنچتے تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا،تو نبی نے سورج سے فرمایا: بے شک تو بھی (رب کی طرف سے) مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں، اے اللہ!اس سورج کو ہمارے لیے روک دے،تو سورج کو روک دیا گیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کو فتح عطا فرمادی۔ مال غنیمت جمع کیا،تو اسے کھانے کے لیے (آسمان سے) آگ آئی،مگر اسے نہیں کھایا،تو نبی نے فرمایا: بے شک آپ میں سے کسی نے مال غنیمت پر ڈاکہ ڈالا ہے، لہٰذا ہر قبیلہ میں سے ایک شخص میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھے گا،تو ایک شخص کا ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چمٹ گیا،فرمایا:تمہارے قبیلے میں کوئی مال غنیمت کا چور ہے، لہٰذا آپ کا قبیلہ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھے، پھر دو یا تین بندوں کا ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چمٹ گیا،فرمایا: آپ میں مال غنیمت کا چور ہے،تو وہ گائے کے سر کی طرح سونے کا سر لے آئے اور سامنے رکھ دیا، (آسمان سے) آگ آئی اور اسے کھا گئی۔(محمد کریم ﷺ نے فرمایا:) پھر اللہ

تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور درماندگی کو دیکھتے ہوئے ہمارے لیے مال غنیمت کو استعمال کرنا جائز کر دیا۔''

(صحيح البخاري : 3124، صحيح مسلم : 1747)

سوال : درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَزَوَّجَ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ فَقَدْ بَدَأَ الْمَعْصِيَةَ .

''جس نے حج سے پہلے شادی کی، تو اس نے گناہ سے ابتدا کی۔''

(الكامل لابن عدي : 30/2)

جواب : جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن ایوب بن سوید ''متروک و متہم'' ہے۔

② ایوب بن سوید ''ضعیف و منکر الحدیث'' ہے۔

③ احمد بن جمہور عسقلانی ''متہم بالکذب'' ہے۔

④ وہب بن منبہ رحمہ اللہ کی بیٹیاں کون ہیں؟ معلوم نہیں۔

⑤ رجاء بن روح (نوح) کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''غیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 30/2)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔''

(الموضوعات : 213/2)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَجُّ قَبْلَ التَّزْوِيجِ .

''شادی سے پہلے حج کرنا ضروری ہے۔''

(الغرائب المُلتَقَطة لابن حَجر : 219/4)

جھوٹی روایت ہے۔

① غیاث بن ابراہیم کوفی ''کذاب'' ہے۔

③،② میسرہ اور اس کے والد کا تعین نہیں، نیز اس کے والد کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع بھی معلوم نہیں۔

اگر میسرہ سے مراد جعفر بن ابی جعفر میسرہ ہے، تو باپ بیٹا دونوں ضعیف ہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَدْنُو الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى قَدْرِ مِيلٍ، وَيُزَادُ فِي حَرِّهَا كَذَا وَكَذَا يَغْلِي مِنْهَا الْهَامُّ كَمَا تَغْلِي الْقُدُورُ يَعْرَقُونَ فِيهَا عَلٰى قَدْرِ خَطَايَاهُمْ مِنْهُمْ مَنْ يَبْلُغُ إِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَبْلُغُ إِلٰى سَاقَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَبْلُغُ إِلٰى وَسَطِهٖ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ .

''روز قیامت سورج ایک میل کے فاصلے پر آ جائے گا اور اس کی حرارت میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا جائے گا، جس سے لوگوں کی کھوپڑیاں ایسے آواز نکال رہی ہوں گی، جیسے ہنڈیاں اُبلتی ہے۔ اس دن لوگوں کو اپنے گناہوں کے

مطابق پسینہ آئے گا، بعض کا پسینہ ٹخنوں تک ہوگا، بعض کا پنڈلیوں تک، بعض کا کمر تک اور بعض کا پسینہ لگام کی طرح منہ تک ہوگا۔''

(مسند الإمام أحمد : 254/5)

جواب: سند حسن ہے۔

❁ حافظ ابن القطان رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن'' کہا ہے۔

(بیان الوهم والإیهام : 644/4)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(الرّد علی ابن القطان، ص 53)

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

جَاءَ رَجُلٌ إِلٰی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي أَنْ أَخْتَصِيَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : خِصَاءُ أُمَّتِي الصِّيَامُ وَالْقِيَامُ .

''ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، عرض کیا : اللہ کے رسول! مجھے اجازت دے دیں کہ میں خصی ہو جاؤں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اُمت کا خصی ہونا یہ ہے کہ وہ (نفلی) روزے رکھے اور (لمبا) قیام کرے۔''

(مسند الإمام أحمد : 173/2، المُعجم الکبیر للطّبراني : 108)

جواب: روایت ضعیف و منکر ہے۔ حیی بن عبداللہ معافری کی منکر روایات ہیں۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُهُ مَنَاكِيرُ .

''اس کی منکر روایات ہیں۔''

(العِلل : 4482)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ نَظَرٌ .

''اس کی احادیث میں منکر روایات ہیں۔''

(التّاريخ الكبير : 269/3)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 388/3)

شہوت توڑنے کے لیے نفل روزے رکھنا مشروع ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ .

''جوانی کے دنوں میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہمارے پاس کوئی مال نہیں تھا۔ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوجوانو! جو اسباب نکاح کی طاقت رکھتا ہے، وہ شادی کر لے، اس سے نظر اور عزت محفوظ رہے گی اور جس کے پاس وسائل نہ ہوں، وہ (نفلی) روزے رکھے، اس سے شہوت ختم ہو جائے گی۔''

(صحيح البخاري : 5066، صحيح مسلم : 1400)

بعض یہ کہتے ہیں کہ شہوت توڑنے کے لیے مشت زنی کی جا سکتی ہے، یہ سراسر غلط ہے، مشت زنی حرام ہے۔ شہوت توڑنے کے لیے نسخہ نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام یہ ہے کہ بکثرت نفل روزے رکھیں جائیں، نہ کہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا جائے۔

بلکہ مشت زنی سے شہوت میں انتشار آتا ہے، بے راہ روی کا شکار کر دیتی ہے، صحت کے ساتھ ساتھ سوچ وفکر میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

لہٰذا جب تک اسباب نکاح کے وسائل مہیا نہ ہوں، تب تک نفل روزے بکثرت رکھنے چاہئیں، یہی باعزت اور پاکدامنی کا واحد راستہ ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا النِّسَاءُ لَعُبِدَ اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا .

''اگر عورتیں نہ ہوتیں، تو اللہ تعالیٰ کی کما حقہ عبادت کی جاتی۔''

(الكامل لابن عدي : 6/495)

(جواب): سند باطل ہے۔

① عبد الرحیم بن زید عمی ''متروک ومنکر الحدیث'' ہے۔

② زید بن حواری عمی ''ضعیف'' ہے۔

③ سعید بن مسیّب کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❁ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ عَنْ عُمَرَ مُرْسَلٌ .

''سعید بن مسیّب کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل ہوتی ہے۔''

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 248)

❁ یہی بات امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمائی ہے۔

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 247)

❁ اس روایت کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ .

''یہ حدیث منکر ہے۔''

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : 495/6)

سوال: کیا شادی یا خوشی کے موقع پر دف بجانا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔ دف کی اجازت ہے۔

❁ سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ، إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ : وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، فَقَالَ : دَعِي هٰذِهِ، وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ .

''میری رخصتی کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور میری چارپائی پر اسی طرح تشریف فرما ہوئے، جیسے آپ بیٹھے ہیں۔ اسی اثنا میں ہماری کچھ بچیاں دَف بجانے لگیں اور بدر میں شہید ہونے والے میرے باپ

دادا کی مدح وثنا کرنے لگیں، ان میں سے ایک نے کہا: ہمارے درمیان ایسے نبی موجود ہیں، جو کل کی خبر جانتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ بات مت کہیے، جو پہلے پڑھ رہی تھیں، وہی پڑھیے۔''

(صحيح البخاري : 5147)

البتہ آلات موسیقی کا استعمال جائز نہیں۔ آلات موسیقی بالا جماع ممنوع وحرام ہیں، کسی دین میں جائز نہیں رہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾

(لقمان : 6)

''بعض لوگ آلات موسیقی کے شوقین ہیں، تا کہ بغیر علم کے اللہ کے رستے سے بھٹکائیں اور اس کی آیات سے ٹھٹھا اور مذاق کریں، ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔''

❁ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَّ وَالْحَرِيرَ، وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ .

''میری امت کے کچھ لوگ زنا، (مردوں کے لیے) ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو حلال سمجھیں گے۔''

(صحيح البخاري : 5590)

❁ علامہ غانم بن محمد حنفی رحمہ اللہ (۱۰۳۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهَا كَبِيرَةٌ فِي الْأَدْيَانِ كُلِّهَا .

''آلات موسیقی تمام ادیان میں کبیرہ گناہ ہیں۔''

(مَجمع الضّمانات، ص 132)

❁ فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب میں ہے:

''سماع، قوالی اور رقص، جو ہمارے زمانے کے صوفیا کرتے ہیں، حرام ہیں، ان مجلسوں اور محفلوں میں جانا اور ان میں بیٹھنا جائز نہیں۔ قوالی، گانا اور موسیقی کا حکم ایک ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری:352/5، فتاویٰ شامی:349/6)

❁ علامہ حصکفی حنفی (۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الْمَلَاهِيَ كُلَّهَا حَرَامٌ .

''گانے بجانے کے تمام آلات حرام ہیں۔''

(الدرّ المُختار، ص 652)

اگر آلات موسیقی کی آواز زبان سے نکالی جائے، تب بھی وہ حرام ہے، کیونکہ حرمت کی وجہ آلات نہیں، بلکہ ان آلات سے پیدا ہونے والی آواز ہے، لہٰذا آلات موسیقی کی آواز جس طرح بھی پیدا کی جائے، حرام اور ناجائز ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَرَجَتْ بِهِ نَمْلَةٌ فَدُلَّ أَنَّ الشِّفَاءَ بِنْتَ

عَبْدِ اللّٰهِ تَرْقِي مِنَ النَّمْلَةِ، فَجَاءَ هَا فَسَأَلَهَا أَنْ تَرْقِيَهُ، فَقَالَتْ : وَاللّٰهِ مَا رَقِيتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، فَذَهَبَ الْأَنْصَارِيُّ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي قَالَتِ الشِّفَاءُ، فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّفَاءَ فَقَالَ : اعْرِضِي عَلَيَّ فَأَعْرَضَتْهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ : أَرْقِيهِ وَعَلِّمِيهَا حَفْصَةَ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَ .

''ایک انصاری صحابی کو پھوڑا نکل آیا، اسے بتایا گیا کہ شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا اس پھوڑے کا دَم کرتی ہیں، تو وہ ان کے پاس آیا اور دم کرنے کی گزارش کی، تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مسلمان ہونے کے بعد میں نے کبھی دم نہیں کیا۔ وہ انصاری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور شفاء رضی اللہ عنہا کی بات بتائی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاء رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا: اپنا دم پیش کیجئے، تو انہوں نے دم پیش کیا، فرمایا: انہیں دم کیجئے اور اس دم کے کلمات حفصہ کو بھی سکھا دیجئے، جیسے آپ نے انہیں لکھنا سکھایا ہے۔''

(المستدرك للحاكم : 6888)

(جواب): سند مرسل ہے، اس روایت کا مرسل ہونا ہی درست ہے، جیسا کہ امام علل دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(العلل : 4057)

(سوال): قرآن کریم کو قدیم کہنا کیسا ہے؟

(جواب): بدعی کلمہ ہے۔ سلف امت اور ائمہ اسلام سے ثابت نہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّهٗ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ مُنْفَصِلٍ وَمُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ قَائِمٌ بِذَاتِهٖ وَكَانَ أَئِمَّةُ السُّنَّةِ كَأَحْمَدَ وَأَمْثَالِهٖ وَالْبُخَارِيِّ وَأَمْثَالِهٖ ودَاوُدَ وَأَمْثَالِهٖ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَمْثَالِهٖ وَابْنِ خُزَيْمَة وَعُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الدَّارِمِيّ وَابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَغَيْرِهِمْ؛ مُتَّفِقِينَ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ يَتَكَلَّمُ بِمَشِيئَتِهٖ وَقُدْرَتِهٖ؛ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ أَنَّ الْقُرْآنَ قَدِيمٌ؛ وَأَوَّلُ مَنْ شُهِرَ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ ذٰلِكَ هُوَ ابْنُ كُلَّابٍ .

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ قرآن کریم مخلوق نہیں ہے، باری تعالیٰ سے صادر ہونے والا کلام ہے، نیز سب متفق ہیں کہ اللہ کا کلام اس کی ذات سے قائم ہے۔ امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام داود، امام عبداللہ بن مبارک، امام ابن خزیمہ، امام عثمان بن سعید دارمی، امام ابن ابی شیبہ وغیرہم اور ان جیسے سب ائمہ رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت اور قدرت سے کلام کرتا ہے، ان میں سے کسی نے نہیں کہا کہ قرآن قدیم ہے، سب سے پہلا شخص، جس سے یہ کہنا مشہور ہوا وہ ابن کلاب ہے۔''

(مجموع الفتاویٰ: 5/532-533)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ السَّلَفَ قَالُوا : الْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ مُنَزَّلٌ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَقَالُوا

: لَمْ يَزَلْ مُتَكَلِّمًا إِذَا شَاءَ، فَبَيَّنُوا أَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ قَدِيمٌ أَيْ جِنْسُهُ قَدِيمٌ لَمْ يَزَلْ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِنَّ نَفْسَ الْكَلَامِ الْمُعَيَّنِ قَدِيمٌ وَلَا قَالَ أَحَدٌ مِنْهُمْ : اَلْقُرْآنُ قَدِيمٌ؛ بَلْ قَالُوا : إِنَّهُ كَلَامُ اللّٰهِ مُنَزَّلٌ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَإِذَا كَانَ اللّٰهُ قَدْ تَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ بِمَشِيئَتِهٖ كَانَ الْقُرْآنُ كَلَامَهُ وَكَانَ مُنَزَّلًا مِنْهُ غَيْرَ مَخْلُوقٍ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ ذٰلِكَ أَزَلِيًّا قَدِيمًا بِقِدَمِ اللّٰهِ وَإِنْ كَانَ اللّٰهُ لَمْ يَزَلْ مُتَكَلِّمًا إِذَا شَاءَ فَجِنْسُ كَلَامِهٖ قَدِيمٌ .

''سلف صالحین کہتے ہیں: قرآن کریم اللہ کا نازل کردہ کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، نیز کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے متکلم ہے، لہٰذا اہل سنت نے واضح کر دیا کہ کلام اللہ کی جنس قدیم ہے، وہ ہمیشہ سے متکلم ہے، کسی نے یہ نہیں کہا کہ کوئی معین کلام قدیم ہے، نہ کسی نے یہ کہا کہ قرآن قدیم ہے، بلکہ یہ کہا ہے: قرآن اللہ کا کلام ہے، اس کی طرف سے نازل شدہ ہے، مخلوق نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیئت سے قرآن کی صورت میں کلام کیا، تو قرآن اللہ کا کلام ہوا، جو اس کی طرف سے نازل کردہ ہے، مخلوق نہیں ہے، لیکن یہ نہیں کہ قرآن ازلی اور قدیم ہے، جیسا اللہ کی ذات قدیم ہے۔ اللہ ہمیشہ سے متکلم ہے، جب چاہتا ہے، کلام کرتا ہے، لہٰذا اس کے کلام کی جنس قدیم ہے۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 54/12)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِذَا قَالَ قَائِلٌ : اَلْقُرْآنُ قَدِيمٌ وَأَرَادَ بِهِ أَنَّهٗ نَزَلَ مِنْ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِمَائَةِ سَنَةٍ، وَهُوَ الْقَدِيمُ فِي اللُّغَةِ، أَوْ أَرَادَ أَنَّهٗ مَكْتُوبٌ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ قَبْلَ نُزُولِ الْقُرْآنِ، فَإِنَّ هٰذَا مِمَّا لَا نِزَاعَ فِيهِ .

''جب کوئی کہے کہ قرآن قدیم ہے اور اس کی مراد یہ ہو کہ یہ سات سو سال پہلے نازل ہوا، تو یہ لغوی طور پر قدیم ہوا، یا مراد لے کہ یہ نزول سے پہلے لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا، تو اس کے صحیح ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔''

(دَرْءُ تعارُض العقل والنّقل :67/1)

❁ ***مزید فرماتے ہیں:***

أَمَّا صَوْتُ الْعَبْدِ، فَهُوَ مَخْلُوقٌ وَقَدْ صَرَّحَ أَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ بِأَنَّ الصَّوْتَ الْمَسْمُوعَ صَوْتُ الْعَبْدِ وَلَمْ يَقُلْ أَحْمَد قَطُّ : مَنْ قَالَ : إِنَّ صَوْتِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ فَهُوَ جَهْمِيٌّ وَإِنَّمَا قَالَ : مَنْ قَالَ لَفْظِي بِالْقُرْآنِ، وَالْفَرْقِ بَيْنَ لَفْظِ الْكَلَامِ وَصَوْتِ الْمُبَلِّغِ لَهٗ فَرْقٌ وَاضِحٌ، فَكُلُّ مَنْ بَلَّغَ كَلَامَ غَيْرِهٖ بِلَفْظِ ذٰلِكَ الرَّجُلِ فَإِنَّمَا بَلَّغَ لَفْظَ ذٰلِكَ الْغَيْرِ لَا لَفْظَ نَفْسِهٖ وَهُوَ إِنَّمَا بَلَّغَهٗ بِصَوْتِ نَفْسِهٖ لَا بِصَوْتِ ذٰلِكَ الْغَيْرِ وَنَفْسُ اللَّفْظِ وَالتِّلَاوَةِ وَالْقِرَاءَةِ وَالْكِتَابَةِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ لَمَّا كَانَ يُرَادُ بِهِ الْمَصْدَرُ الَّذِي هُوَ حَرَكَاتُ الْعِبَادِ وَمَا يَحْدُثُ عَنْهَا مِنْ أَصْوَاتِهِمْ وَشَكْلِ الْمِدَادِ وَيُرَادُ بِهٖ نَفْسُ الْكَلَامِ الَّذِي يَقْرَؤُهُ التَّالِي وَيَتْلُوهُ

وَيَلْفِظُ بِهِ وَيَكْتُبُهُ مَنَعَ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ مِنْ إِطْلَاقِ النَّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ الَّذِي يَقْتَضِي جَعْلَ صِفَاتِ اللّٰهِ مَخْلُوقَةً أَوْ جَعْلَ صِفَاتِ الْعِبَادِ وَمِدَادَهُمْ غَيْرَ مَخْلُوقٍ، وَقَالَ أَحْمَدُ : نَقُولُ : الْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ حَيْثُ تَصَرَّفَ، أَيْ حَيْثُ تُلِيَ وَكُتِبَ وَقُرِءَ مِمَّا هُوَ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ كَلَامُ اللّٰهِ فَهُوَ كَلَامُهُ وَكَلَامُهُ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَمَا كَانَ مِنْ صِفَاتِ الْعِبَادِ وَأَفْعَالِهِمُ الَّتِي يَقْرَؤُونَ وَيَكْتُبُونَ بِهَا كَلَامَهُ كَأَصْوَاتِهِمْ وَمِدَادِهِمْ فَهُوَ مَخْلُوقٌ وَلِهٰذَا مَنْ لَمْ يَهْتَدِ إِلٰى هٰذَا الْفَرْقِ يَحَارُ فَإِنَّهُ مَعْلُومٌ أَنَّ الْقُرْآنَ وَاحِدٌ وَيَقْرَؤُهُ خَلْقٌ كَثِيرٌ وَالْقُرْآنُ لَا يَكْثُرُ فِي نَفْسِهِ بِكَثْرَةِ قِرَاءَةِ الْقُرَّاءِ وَإِنَّمَا يَكْثُرُ مَا يَقْرَءُونَ بِهِ الْقُرْآنَ فَمَا يَكْثُرُ وَيَحْدُثُ فِي الْعِبَادِ فَهُوَ مَخْلُوقٌ وَالْقُرْآنُ نَفْسُهُ لَفْظُهُ وَمَعْنَاهُ الَّذِي تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِهِ وَسَمِعَهُ جِبْرِيلُ مِنَ اللّٰهِ وَسَمِعَهُ مُحَمَّدٌ مِنْ جِبْرِيلَ وَبَلَّغَهُ مُحَمَّدٌ إِلَى النَّاسِ وَأَنْذَرَ بِهِ الْأُمَمَ؛ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى : ﴿لِأُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ﴾ قُرْآنٌ وَاحِدٌ وَهُوَ كَلَامُ اللّٰهِ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ .

''انسان کی آواز تو مخلوق ہے، امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ جو آواز سنی جاتی ہے، وہ انسان کی اپنی آواز ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے ایسا کبھی نہیں

فرمایا: جس شخص نے کہا کہ میری تلاوتِ قرآن کی آواز مخلوق ہے، وہ جہمی ہے۔ بلکہ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے کہا کہ میں جو الفاظ ادا کر رہا ہوں، وہ مخلوق ہیں، (وہ جہمی ہے۔) کلام اور اس کی تبلیغ کرنے والے کی آواز، دونوں میں واضح فرق ہے۔ لہٰذا جو کسی دوسرے کی بات اسی کے الفاظ میں آگے بیان کرتا ہے، تو وہ اسی کے الفاظ آگے بیان کر رہا ہے، اپنے الفاظ نہیں۔ ہاں اس نے اپنی آواز سے آگے بیان کیا، نہ کہ دوسرے شخص کی آواز سے۔ لہٰذا الفاظ، تلاوت، قرأت اور کتابت وغیرہ سے مراد اگر ان کی جائے صدور مثلاً بندوں کی حرکات، ان سے پیدا ہونے والی آواز اور سیاہی سے لکھے گئے الفاظ کی ساخت وغیرہ کو بھی لیا جائے اور اس کلام کو بھی مراد لیا جائے، جو تلاوت کرنے والا تلاوت کرتا ہے اور لکھتا ہے، تو اس بارے میں امام احمد اور دیگر اہل علم رحمہم اللہ نے نفی یا اثبات کرنے سے منع کیا ہے، کہ جو باری تعالیٰ کی صفات کو مخلوق بنا دے اور مخلوق کی صفات اور سیاہی کو غیر مخلوق قرار دے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، جیسے بھی تصرف کرے، یعنی جہاں بھی تلاوت کیا جائے، لکھا جائے اور اس حقیقی کلام اللہ کی قرأت کی جائے، تو یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کا کلام مخلوق نہیں ہوتا، ہاں جو بندوں کی صفات اور افعال مثلاً اپنی آواز کے ساتھ کلام اللہ کی قرأت کرتے ہیں اور اپنی سیاہی سے اسے لکھتے ہیں، تو یہ مخلوق ہے۔ اس لیے جو اس فرق کو سمجھ نہیں پایا، وہ پریشان ہے، کیونکہ یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ قرآن ایک ہی ہے، لیکن اسے پڑھنے والے بہت سے لوگ ہیں، قارئین کی قرأت سے قرآن زیادہ نہیں ہو سکتے،

ہاں وہ (آوازیں) زیادہ ہوسکتی ہیں، جن سے لوگ قرآن کو پڑھتے ہیں، جو چیز زیادہ ہو جائے اور بندوں میں پیدا ہو، وہ مخلوق ہے، لیکن قرآن کے الفاظ اور معانی کہ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام کیا، جبریل امین علیہ السلام سے اللہ سے سنا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے سنا اور لوگوں تک پہنچایا، اس سے امتوں کو خبردار کیا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''تا کہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس قرآن کے ذریعہ تمہیں اور جن تک قرآن پہنچے ان کو (اللہ کے عذاب) سے ڈراؤں۔'' وہ قرآن واحد ہے، جو کہ اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے۔''

(مجموع الفتاوي: 12/74-75)

سوال: اللہ تعالیٰ کی جوہر و اعراض سے تنزیہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ بدعی الفاظ ہیں، شریعت میں ان پر کوئی دلیل نہیں۔ نہ ہی سلف امت ان کے قائل تھے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الشَّرْعُ فَلَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ هٰذِهِ الْأَسْمَاءِ فِي حَقِّ اللّٰهِ، لَا بِنَفْيٍ وَّلَا إِثْبَاتٍ، وَلَمْ يَنْطِقْ أَحَدٌ مِّنْ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتِهَا فِي حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى بِذٰلِكَ، لَا نَفْيًا وَّلَا إِثْبَاتًا، بَلْ قَوْلُ الْقَائِلِ: إِنَّ اللّٰهَ جِسْمٌ أَوْ لَيْسَ بِجِسْمٍ، أَوْ جَوْهَرٌ أَوْ لَيْسَ بِجَوْهَرٍ، أَوْ مُتَحَيِّزٌ أَوْ لَيْسَ بِمُتَحَيِّزٍ، أَوْ فِي جِهَةٍ أَوْ لَيْسَ فِي جِهَةٍ، أَوْ تَقُومُ بِهِ الْأَعْرَاضُ وَالْحَوَادِثُ أَوْ لَا تَقُومُ بِهٖ، وَنَحْوُ ذٰلِكَ،

كُلُّ هٰذِهِ الْأَقْوَالِ مُحْدَثَةٌ بَيْنَ أَهْلِ الْكَلَامِ الْمُحْدَثِ، لَمْ يَتَكَلَّمِ السَّلَفُ وَالْأَئِمَّةُ فِيهَا، لَا بِإِطْلَاقِ النَّفْيِ وَلَا بِإِطْلَاقِ الْإِثْبَاتِ، بَلْ كَانُوا يُنْكِرُونَ عَلٰى أَهْلِ الْكَلَامِ الَّذِينَ يَتَكَلَّمُونَ بِمِثْلِ هٰذَا النَّوْعِ فِي حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى نَفْيًا وَّإِثْبَاتًا .

''شریعت میں یہ نام اللہ تعالیٰ کے حق میں مستعمل نہیں، نہ نفی میں اور نہ اثبات میں۔ ائمہ اسلاف اور عوام میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کے لیے یہ الفاظ استعمال نہیں کیے، نفی میں، نہ اثبات میں، بلکہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے، یا جسم نہیں ہے، جوہر ہے یا جوہر نہیں ہے، جگہ گھیرتا ہے یا نہیں گھیرتا، سمت میں ہے، یا نہیں ہے، اس کے ذریعے تمام اعراض وحوادث قائم ہیں یا قائم نہیں ہیں، وغیرہ، یہ تمام باتیں اہل کلام کی گھڑنتل ہیں، اس کی نفی یا اثبات کے بارے سلف اور ائمہ میں سے کسی نے بات نہیں کی، بلکہ وہ تو اہل کلام پر رد کرتے تھے، جو اللہ کے لیے نفی یا اثبات میں ایسی باتیں کرتے تھے۔''

(دَرءُ تَعارُض العقل والنّقل :133/1)

سوال: شرعی حدود کا نفاذ کون کرے؟

جواب: شرعی حدود کا نفاذ خلیفہ یا مسلمان حکمران کا کام ہے، اس پر اہل علم کا اتفاق واجماع ہے۔ عوام کو حدود نافذ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اگر یہ کام عوام اپنے ہاتھ میں لے لے، تو فساد فی الارض ہے اور اس کے بہت بھیانک نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

❀ مشہور مفسر ابو عبد اللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ الْمُخَاطَبَ بِهٰذَا الْأَمْرِ الْإِمَامُ، وَمَنْ نَابَ مَنَابَهٗ .

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس حکم (شرعی حدود کے نفاذ) کا مخاطب خلیفہ اوراس کے قائم مقام شخص (مسلمان حکمران) ہے۔''

(تفسير القرطبي : 161/12)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَئِمَّةُ الْفَتْوٰى عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَّقْتَصَّ مِنْ أَحَدٍ حَقَّهٗ دُونَ السُّلْطَانِ، وَلَيْسَ لِلنَّاسِ أَنْ يَّقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ .

''تمام مفتیانِ ائمہ دین اس بات پر متفق ہیں کہ حکمران کو چھوڑ کر از خود کوئی کسی سے اپنا قصاص نہیں لے سکتا۔ اسی طرح لوگوں کا ایک دوسرے سے قصاص لینا بھی جائز نہیں۔''

(تفسير القُرطبي : 256/2)

❁ علامہ ابن رشد، قرطبی (۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا مَنْ يُّقِيمُ هٰذَا الْحَدَّ، فَاتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّ الْإِمَامَ يُقِيمُهٗ، وَكَذٰلِكَ الْأَمْرُ فِي سَائِرِ الْحُدُودِ .

''رہا یہ مسئلہ کہ اس (شراب کی) حد کو کون قائم کرے؟ تو مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حکمران ہی اس حد کو نافذ کر سکتا ہے۔ باقی شرعی حدود کا بھی یہی معاملہ ہے۔''

(بِداية المُجتهد : 233/2)

مصلحت کا یہی تقاضا ہے اور انسانیت کا اسی میں دفاع اور حفاظت ہے کہ امام یا اس کا نائب ہی حدود اللہ کا نفاذ کرے۔ نبی کریم ﷺ حدود کو نافذ فرمایا کرتے تھے، آپ ﷺ

کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا یہی طریقہ رہا ہے۔اس دور میں کسی اور کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں تھی۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ **سیدنا عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:**

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، وَصَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَأَدَّيْتُ الزَّكَاةَ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ، وَقُمْتُهُ، فَمِمَّنْ أَنَا؟، قَالَ : مِنَ الصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ .

''ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں کلمہ توحید کی گواہی دوں، آپ کی رسالت کا اقرار کروں، پانچوں نمازیں پڑھوں، زکوۃ ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں اور تراویح ادا کروں، تو میرا شمار کن میں ہو گا؟ فرمایا: صدیقوں اور شہیدوں میں۔''

(مسند البزّار : 25، صحيح ابن خزيمة : 2212، صحيح ابن حبّان : 3438)

جواب: اس کی سند صحیح ہے۔

❀ **حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

أَرْجُوا أَنَّهُ اسْنَادٌ حَسَنٌ أَوْ صَحِيحٌ .

''امید ہے کہ سند حسن یا صحیح ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 46/1)